جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

بتائید خلاق انس و جان و بفضل خدای علام رسالہ مسمی

مفید العوام

رسالہ خاص واسطے

بمقام لکھنؤ محلہ وزیر گنج واقع تاریخ ۱۵ ماہ رجب سنہ ۱۲۹

در مطبع حسنی اثنا عشری باہتمام سید عابد علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد و آلہ الطیبین الطاہرین پوشیدہ نرہے کہ یہ رسالہ موسوم بہ تنبیہ العوام اسمین جواب ہے چند سوالات کا کہ میرے احباب نے پیش کیے اور کہا کہ جواب اسکا حتی الوسع کتب اہل سنت وجماعت سے تحریر فرمایئے تاکہ اطمینان ہو شکر خدا کہ ویسا ہی ہوا

سوال حضرت عمر کا نکاح ساتھہ ام کلثوم کے ہوا جو کہ خاص بیٹی حضرت فاطمہ علیہما السلام کی تہین۔

جواب معلوم ہو کہ نکاح ام کلثوم بنت جناب فاطمہ علیہا السلام کتب شیعہ

دشمنی سے ہرگز ثابت نہین کتب اہل سنت سے ابن ماجہ اور ابن
داؤد وغیرہ لکھتے ہین یعنے مسماۃ کلثوم دو تہین ایک کلثوم دختر راہب
دوسری کلثوم دختر علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ پس نکاح ہوا دختر
علی کا ہمراہ محمد پسر جعفر طیار کے ساتھہ اور نکاح ہوا دختر راہب کا
ہمراہ حضرت عمر بن خطاب سے اور بیہقی اور دار قطنی نے نقل کیا ہے
یعنے علی نے علیحدہ کیا دختران اپنے کو واسطے پسران برادر اپنی
جعفر طیار کے پس ملاقات کی علی سے عمر نے پس کہا ای ابو الحسن
نکاح کر میرے ساتھہ دختر اپنی کلثوم بنت فاطمہ سے کہا علی نے کہ مین نے
تجویز کیا ہے انکو واسطے پسران برادر اپنے جعفر طیار کے اور کتاب
صواعق محرقہ مین بہی عذر حضرت علی کا مذکور ہے علاوہ اس کے کتاب
تقریر الشہادتین وغیرہ مین لکہا ہے کہ کلثوم بنت علیؑ ہمراہ اپنی بہائی
جناب امام حسین علیہ السلام کے معرکۂ کربلا مین موجود تہین بعد
شہادت امام مظلوم قید مین مبتلا ہوئین اور مدت تک زندہ رہین
بلکہ چند شعر مرثیۂ امام حسین علیہ السلام مین تحریر الشہادتین مین ہے
موجود ہین صواعق محرقہ ابن حجر مین ہے صح عن عمر انہ خطب ام کلثوم
من علی فاعتل بصغرہا وانہ اعذرہا لابن اخیہ جعفر فقال مالدون البارۃ
ولکن سمعت رسول اللہ یقول کل سبب ونسب ینقطع یوم القیامۃ ما
خلا سببی ونسبی یعنے عمر نے درخواست کے ام کلثوم کی علے
سے پس علی نے عذر کیا صغیر ہونے ام کلثوم کا اور یہہ بہی عذر

کیا کہ اس کو رکھا ہے جعفر طیار کے پسر کے لیئے پس عمر نے کہا
کہ نہین ارادہ کرتا ہون مین جماع کا لیکن رسول خداؐ نے فرمایا ہے
کہ سب سبب اور نسب منقطع ہو جاوین گی روز قیامت کو سوا ے
نسب اور سبب میرے کے واضح ہو کہ یہہ روایت اہل سنت
خلیفۂ دوم سے نقل کرتے ہین موضوع و تراشیدہ ذہنی ہے
غرض اس روایت سے یہ ہے کہ عوام کے ذہن نشین
ہو جاے کہ عقد ہوا حالانکہ اہل سنت کے نزدیک قرابت
قریبہ خلیفۂ دوم کو یہہ کیا کم تھے کہ جناب رسول خداؐ خلیفۂ
دوم کے داماد تھے اس سے زیادہ کون سبب تھا جس کے
خلیفۂ دوم تمنا کرتے تھے۔

سوال مذہب شیعہ مین جو عورتین حرام ہین ان کے ساتھ
سفر مین عضو تناسل پر کپڑا حریر لپیٹ کے ہم بستر ہونا
جائز ہے۔

جواب البتہ یہہ فعل تمہارے یہان جائز ہے جیسا کہ کتاب
جامع الرموز مین یہہ عبارت موجود ہے یعنے اگر کپڑا لپیٹا جاے
سر عضو تناسل پر اور ہم بستر ہو تو غسل واجب نہ ہوگا اور
کتاب جلالی کے بحث سوم مین مذکور ہے یعنے اگر ملفوف
کیا جاے عضو تناسل ای سے خرقہ سے کہ حرارت
محسوس ہونے سے مانع ہو تو کفارہ واجب نہین

نہین ہے اور کتاب مظاہر الحق ترجمہ مشکوۃ کے ربع ۳ صفحہ ۱۲۶ چھاپہ میرٹھ مین
لکھا ہے نہین مضائقہ اسکا کہ نکاح کرے مرد ایک عورت سے اور نکاح کرے اوسکا
بیٹا اوسی عورت کی بیٹی سے یا اوسکی مان سے اگر لپیٹا ہو اپنے ستر کو کپڑے
مین اور جماع کیا عورت سے اگر تھا کپڑا ویسا کہ نہین منع کرتا تھا پہونچنے حرارت
طرف ستر اوسکے کے تو حلال ہوگی عورت خاوند اول پر اور اگر کپڑا ایسا تھا کہ
بسبب اوسکے حرارت نہین پہونچتی ہے تو نہین حلال ہوگی پس یہ عبارت بعینہ کتاب
مذکور کی نقل کی ہے مگر نہایت خبط عبارت ہے خلاصہ یہ کہ اگر کپڑا گاڑھا لپیٹ کر جماع
کرے کسی عورت سے تو مضائقہ نہین اور کتاب بحر الرائق شرح کنز الدقائق کے
کتاب النکاح مین یون لکھا ہے یعنے اگر عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر ہم بستر ہووے
تو حرمت ثابت نہین ہے اور تفسیر کبیر فخر الدین رازی کے اس آیہ کی تفسیر
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ مین لکھتے ہین المسئلۃ الثالثۃ قال ابو حنیفۃ اذا تزوج
الرجل بامہ و دخل بہا لا یلزم الحد یعنے ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ جب کوئی شخص عقد
کرے اپنی مان سے اور دخول واقع ہووے تو اوس پر حد لازم نہین ہے پس یہ
فعل آپ ہی کو مبارک ہووے۔

سؤال حوض نجس ہے اوسمین طہارت کرنا بیجا ہے اسواسطے کہ تہوکتے ہین اور کلی
کرتے ہین اور منی وغیرہ دہوتے ہین۔

جواب جاننا چاہیے کہ مسائل شرعیہ مین بحث کرنا بیکار و بے سود ہے اسلیئے
کہ آپ سب صاحب اپنے راویون سے اخذ کرتے ہین اور ہم اپنے ائمہ معصومین سے
پس جو حضرات نے فرمایا ہے اوسکی تعمیل مین سعی کرتے ہین علاوہ یہ کہ یہ مسئلہ آپ کی

کتب مین بھی موجود ہے جیسا کہ شرح مشکوۃ مسمے مظاہر الحق چھاپہ میرٹھ کے صفحہ
۴۰ مین ہے روایت ہے ابن عمر سے کہا سوال کئے گئے رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے اوس پانی کا کہ ہوتا ہے بیچ جنگل کے زمین گڑھون مین آور آتی ہین
نوبت بنوبت قسم چارپایون و درندون سے اور وہ اگر اوسمین پیتے ہین اور
پیشاب وغیرہ کرتے ہین حال اوسکا کیا ہے پس فرمایا کہ جسوقت ہو پانی دو
قلتین اوٹھاتا ہے ناپاکی کو یعنے نجس نہین ہوتا نجاست پڑنے سے روایت کی ہے
احمد و ابوداؤد نے و ترمذی و نسائی و دارمی و ابن ماجہ نے اور بیچ سنن ابوداؤد مین
یہ ہے کہ تحقیق وہ نہین ناپاک ہوتا اور قلہ بڑے مٹکے کو کہتے ہین جسمین اڑہائی
مشک پانی آتا ہے اور قلتین یعنے دو مٹکے جسمین پانچ مشک پانی ہو وہ نجس
نہین ہوتا نجاست سے جبتک کہ بو یا مزا یا رنگ نجاست سے متغیر نہ ہو اور وزن
قلتین کے پانی کا یہان کے حساب سے علمائے اہل سنت نے سوا چھہ من لکھا ہے
علاوہ یہ کہ مدینہ منورہ مین اکثرون کے یہان چھوٹے چھوٹے حوض موجود
ہین اوسمین حضرات اہل سنت والجماعت طہارت کرتے ہین اپنی کتابون مین یہ
نہین دیکھتے اور شیعون پر اعتراض کرتے ہین۔

سوال تقیہ کو امامیہ فرض جانتے ہین کیونکہ حضرت امیرؑ نے عہد خلافت حضرات
خلفائے ثلثہ مین تقیہ کیا اور حضرت امام حسینؑ نے بہتر اصحاب ہونے سے جہاد کیا
اور تقیہ کو جائز نہ کہا اور حضرت امام حسنؑ کے پاس فوج کثیر تھی اوسپر تقیہ کیا
اور امیر معاویہ سے بیعت کی اور خلافت چھوڑ دی۔

جواب اول یہ کہ تقیہ کا فرض ہونا روایات فریقین سے معلوم ہوتا ہے

جیساکہ تفسیر بیضاوی مین آیہ کریمہ لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ کی تفسیر مین
لکھا ہے کہ منع کیا حق سبحانہ تعالی نے کفار کی دوستی کو ظاہر و باطن مین لیکن
وقت خوف کے اظہار کرنا دوستی کا جائز ہے حضرت موسیٰؑ پیغمبر فرعون کے
ما سبق تقیہ مین بسر فرماتے تھے اور مؤمن آل فرعون کے تقیہ کی تعریف خود
خدا فرماتا ہے اور قصۂ غار تو مشہور ہے کہ خود اہل سنّت بیان کرتے ہین دوسرے
یہ کہ حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام برگزیدۂ خدا تھے جو کچھ کرتے تھے
موافق حکم خدا اور بنابر وصیت اپنے نانا کے کرتے تھے اور مثل جناب رسول خداؐ
کے کبھی مامور بہ جہاد اور کبھی مامور بہ تقیہ و ترک جہاد تھے اور حال صلح کا حضرت
امام حسنؑ معاویہ سے مثل صلح حدیبیہ کے ہے جیساکہ جناب رسول خداؐ نے کفار سے
صلح کی اور تقیہ بعض مقام پر واجب ہے نہ ہر مقام پر اور بعض مقام پر حرام ہے
مثلاً کوئی اثنائے جہاد مین بھاگے مثل اول دوم سوم کے تو یہ فعل بلاشبہ حرام ہے
اور کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد جناب رسول خداؐ کسی نے علیؑ
ابن ابیطالب کی عہد خلفای اول دوم وسوم مین نصرت نہ کی اور اسیطرح سے
حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہمراہ اصحاب وفادار نہ تھے کہ جہاد کو کافی ہوتے
جیساکہ کتاب حلیۃ الاولیا مین حافظ ابو نعیم کہ علمائے اہل سنّت وجماعت سے
ہے روایت کرتا ہے عبد الرحمان بن جبیر بن نفیر سے لکھا ہے کہ کسینے وجہ ترک
خلافت کو حضرت امام حسن علیہ السلام سے سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ گروہ
عرب میرے قدرت مین نہ تھے کہ مین اونسے جب جنگ کرتا تو یہ میرے شریک ہوتے
پس واسطے رضائے خدا اور حفظ امت رسول خداؐ کے مینے ترک کیا خلافت کو اس

عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ شمر وطہ جہاد کے نہ تیے کیونکہ بہت سے اصحاب
منافقین تھے چاہتے تھے کہ حضرت کو گرفتار کرکے معاویہ کے حوالے کر دین
چنانچہ جب حضرت امام حسنؑ نے خطبہ مشتمل اوپر ارادہ صلح پڑہا تو ہمراہیون نے
بڑا شور کیا اور اسباب حضرت کا لوٹ لیا یہانتک کہ حضرت اوس واقعہ مین
کسیقدر مجروح بھی ہوئے تھی بخلاف حضرت امام حسینؑ کے جبکہ ہزارون خط
حضرت کی طلب مین آئے تو جناب مسلم ابن عقیلؑ کوفہ مین تشریف لائے
اوسوقت مین اٹھارہ ہزار آدمیون نی آکے بیعت کی بعد اوسکے پھر گیے کتب
معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کو یقین تہا اسبات کا کہ دشمنان دین
مجکو ضرور شہید کرینگے اگر بیعت بھی کرتے جب بھی شہید ہوتے جیسا کہ فرماتے
تھے یعنے اگر مین سوراخ مین کسی جانور کے پناہ لونگا تو وہان سے بھی
اعدائے دین مجھے نکال کے قتل کرینگے پس اس صورت مین فائدہ صلح کا
کیا تہا لہذا حضرت نے جہاد کیا اور بہت سی مصلحتین اس کار عظیم مین ظاہر ہوئین
مثل اسکے کہ ہزارون کفار واصل جہنم ہوئے اور قیامت تک اس بات کا
چرچا رہا کہ وہ لوگ نام اسلام کا رکھتے تھے اور در حقیقت مسلمان نہ تھے
کہ فرزند رسول کو بھوکا پیاسا تین روز کا قتل کیا بعوض اوس احسان کے
کہ جناب علی ابن ابی طالب نے خلیفۂ ثالث کو حالت تشنگی مین پانی سے سیراب
فرمایا اور معاویہ کے لشکر نے کئی مرتبہ پانی حضرت کے لشکر پر بند کیا لیکن حضرت
کا جب قبضہ نہر پر ہوا کبھی پانی اوسکے لشکر پر بند نفرمایا اونکے ناموس کو شہر
بشہر اور دیار بدیار پھرایا اور بہت سے معجزے بھی ظاہر ہوئے کہ اکثر کفار مسلمان

ہوئے اور دین خدا اور رسول طفیل سے اوس جناب کے برقرار رہا۔
سوال جبکہ جناب رسول مقبول نے واسطے وصیت کے کاغذ کو طلب کیا
اور حضرت عمر وغیرہ مانع آئے آخر جناب علی ابن ابیطالب بھی موجود تھے
اون حضرت نے کسواسطے قلم و کاغذ و دوات حاضر نکی۔
جواب اول یہ کہ تشریف رکھنا جناب علی ابن ابی طالبؑ کا وقت طلب
کرنے کاغذ و قلم و دوات کے بالیقین ثابت نہین ہے دوم یہ کہ جب مانعین
کا شور و ہنگامہ حد سے زیادہ ہوا اور خلیفہ دوم نے کہا کہ یہ مرد ہذیان
اور کلمات مہمل کہتا ہے معاذ اللہ پس جناب رسول خدا نے خلیفہ دوم اور
اونکے اتباع کو دفع کیا یہانتک کہ وہ صحبت درہم و برہم ہو گئی اور محل و موقع
تحریر و کتابت کا باقی نرہا اور اگر محل باقی ہوتا تو جناب رسالت مآب دوسری
مرتبہ طلب فرماتے پس اون حضرت نے سکوت فرمایا بلکہ بعضے اصحاب نے
جرأت کرکے عرض کی کہ اب اگر ارشاد ہو تو کاغذ اور قلم اور دوات حاضر
کیجائے حضرت نے فرمایا کہ مینے ایسے ایسے کلمات سنے ہین مجکو کچھہ حاجت
اوسکی باقی نہین رہی لیکن مین وصیت کرتا ہون کہ میرے اہلبیت سے
سلوک نیک کرنا اور اونسے روگردان نہونا اور بعض روایت سے ظاہر
ہوتا ہے کہ اوس جناب کو مہلت تحریر و کتابت نملی جیسا کہ واقدی کہ
اہلسنت و جماعت سے ہے روایت کرتا ہے خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ باہم
شور و غوغا کیا اونہون نے یہانتک کہ اون حضرت نے فرمایا کہ اوٹھہ جاؤ
میرے پاس سے جب وہ اوٹھہ گئے اوسیوقت قبض روح مبارک ہو گئی

سوال تمام بنی ہاشم اور جناب علی کرم اللہ وجہہ نے خلیفہ اول سے بخوشی
بیعت کی ۔

جواب صاحب جامع الاصول نے کہ معتمد ترین علماے اہل سنت سے
ہین ایک روایت نقل کی ہے صحیح مسلم سے کہ خلاصہ اوسکا یہ ہے بی بی عائشہ کہتی
ہین کہ جب تک جناب سیدہ علیہا السلام زندہ رہین حضرت امیر المومنین
علیؑ نے خلیفہ اول سے بیعت نہین کی اور آخر روایت مذکورہ مین ہے
کہ زہری نے راوی روایت سے پوچھا کہ آیا چھہ مہینے تک علی نے ابوبکر سے
بیعت نکی اوسنے کہا نہ واللہ نہ علی نے بیعت ابوبکر کی اور نہ کسی اور نے بنی ہاشم
مین سے چھہ مہینے تک جب علی نے دیکھا کہ لوگ اونسے روگردان ہوے
تو بنابر ضرورت کے میل کی ساتھہ صلح کی ابوبکر سے اور ابن ابی الحدید سے
نقل کی ہے کہ حضرت امیرؑ بعد وفات جناب رسول خداؐ فرماتے تھے کہ اگر
مین چالیس نفر صاحبان عزم پاتا تو جہاد کرتا اور بعض کتب معتبرہ اہل سنت
مین ہے کہ عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ علیؑ کو بجبر سامنے ابوبکر کے
لائے ابوبکر نے کہا کہ بیعت کرو حضرت نے فرمایا کہ اگر مین بیعت نکرون تو
تو کیا کرے گا ابوبکر نے کہا مین تمکو قتل کرونگا پس حضرت نے سر مبارک
طرف آسمان کے بلند کیا اور کہا خداوندا تو گواہ رہیو پس دست اپنا کھولا
اور بلند کیا اور وہ لوگ اسطرحکی بیعت پر راضی ہوئے اور ابن عبد البر نے
کتاب استیعاب مین لکھا ہے کہ بیعت ابوبکر سے تخلف کیا سعد بن عبادہ نے
اور ایک طائفہ نے قبیلہ خزرج سے اور ایک فرقہ نے منجملہ قریش کے اور

عسقلانی کتاب اصابہ مین لکھتا ہے کہ سعد نے ابوبکر و عمر کسیکی انہین سے
بیعت نہین کی اور اوسپر یہ لوگ جبر نکر سکے جیسا کہ اورون پر جبر کیا تہا
بہ سبب اسکے کہ قوم اوسکی قبیلۂ خزرج سے بہت تہی ایک دن عمر کی نظر
اوسپر پڑی اوس سے کہا یا تو ہماری بیعت مین داخل ہو یا شہر بدر ہو
سعد نے فرمایا کہ حرام ہے مجہپر اوس شہر مین رہنا کہ جسمین تم حاکم ہو پس سعد
مدینہ سے طرف شام کے روانہ ہوئے اور وہان رہا کرتے تہے تا آنکہ تیر سے
مجروح ہوئے اور بلاذری نے اپنی تاریخ مین لکہا ہے کہ عمر نے اشارہ کیا خالد بن
ولید اور مسلمہ انصاری سے قتل کرنے سعد کا پس ہر ایک نے اون دونون
مین سے ایک تیر مارا کہ وہ مقتول ہوئے۔

سوال متعہ ناجائز ہے اور ہمارے علماؤن سے کوئی اسکا قائل نہین

جواب مخفی نرہے کہ حلت متعہ مین درمیان خلفاے راشدین اہلسنت
کے اختلاف ہے خلیفۂ اول کے وقت مین متعہ جاری تہا جب حضرات
خلفا مین اختلاف ہوا تو ضرور ہے کہ صحابہ اور علما مین بہی اختلاف ہو
جیسا کہ عبد اللہ ابن عمر وغیرہ و عبد اللہ ابن عباس حلال جانتے تہے
صحیح مسلم مین قتادہ نے ابو بصیر سے روایت کی ہے کہ ابن عباس حکم متعہ
فرماتے تہے اور ابن زبیر منع کرتا تہا پس مینے ذکر کیا جابر بن عبد اللہ سے
اور کہا ہمنے متعہ کیا عہد رسول اللہ مین تہا پس عمر نے کہا تحقیق حلال کرتے
تہے خدا جو کچہہ چاہتے تہے اور تحقیق نازل ہوا ہے قرآن اپنے منازل پر پس
تمام کرو حج و عمرہ کو جیسا خدا نے حکم کیا ہے اور جو شخص نکاح کرے گا کسی عورت

سے مدت معین کی مین اوسکو سنگسار کرون گا کتب اہل سنت جماعت
مین منقول ہے کہ خلیفہ زادہ سے کسی شخص نے پوچھا کہ متعہ حلال ہے یا
حرام فرمایا کہ حلال ہے سائل نے کہا کہ والد ماجد نے آپکے حرام فرمایا ہے
خلیفہ زادہ نے کہا مین کلام خدا اور رسول کا پابند ہون نہ سنت پدری
کا اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب خلیفۂ دوم نے متعۃ النسا
اور متعہ الحج کو حرام کیا ہے اور اظہار حرمت فرمایا ہے لیکن مقام تعجب
ہے کہ متعہ کی حلت بنص قرآنی ثابت ہے وہ بدون آیہ ناسخ منسوخ
ہو جاوے عادت الٰہی عز وجل اس بات پر جاری ہے کہ جب تک ناسخ نازل
نفرمایا تب تک منسوخ نکیا قرآن شریف بعد نزول ناسخ کتب سماویہ
ہوا علی ہذا القیاس سمجھنا چاہیے کہ ایک آیت ناسخ دوسری آیت کی
ہے جو آیہ منسوخ ہو گا ناسخ اوسکا قرآن مجید مین موجود ہے بخلاف
آیہ شریفہ متعہ کہ جسکے ناسخ کا پتہ معلوم نہین ہوتا ہے صرف بیان فاروقی
تائید حرمت کرتا ہے نہ موید نسخ ہے فی البخاری وغیرہ متعتان کانتا
علی عہد رسول اللہ وانا احرمہما واعاقب علیہما یعنے متعۃ النساء ومتعہ
الحج عہد کرامت عہد رسول خدا مین حلال تہین مین حرام کرتا ہون اور عقاب
کرونگا جو اسکو کرے گا اس کلام سے ایک فائدہ حاصل ہوا وہ یہ ہے
کہ خود جناب فاروق نے دونون متعہ کو حرام فرمایا ہے اور وعدہ
عقاب کیا ہے لیکن سبب اخفار کا تا وسط خلافت دوم معلوم نہین
ہوتا ہے لیکن بعض اہلسنت نے اس کلام کی تاویل کی ہے مثل

جناب رشید الدین خان کا ادعا جو حمایت مین انکے انا الیہ جو متعا ہیں مین ظاہر
کرتا ہون حرمت کو پس یہ عدم اظہار و بیان دو حال سے خالی نہین ہے
یا خلیفہ صاحب کو تنہا حرمت اسکی معلوم ہوئی لیکن بباعث پابندی
سیرت حضرت صدیق تا وسط خلافت اظہار نہ فرمایا علاوہ اسکے خلیفہ
دوم ولی عہد خلیفہ اول تھے نہ معلوم کس سبب سے حضور مین خلیفہ اول
کے اظہار حرمت نہ فرمایا یا یہ احتمال ہے کہ سرکار خلفا سے قول علی عہد
بہادر کا نہ کیا جب حضور بدولت تخت خلافت پر قدم دھرا تب بعد ایک
عرصہ کے یاد آیا اور منع فرمایا شاید اس درمیان مین تقیہ فرمایا ہو جسکو
اہلسنت بلفظ توریہ تعبیر کرتے ہین یہ تاویل حضرت تا قول کی بجا انقضاء
خلافت مآب تک ہوجاتی ہے یا یہ کہ حضرت فاروق کو حرمت معلوم
نہ تھی بعد علم کے حرام کیا یہ عدم علم مقام تعجب نہین اسلیئے کہ عورات
پردہ نشین مدینہ بنا بر روایت بخاری وغیرہ حضرت سے زیادہ عارف
تھین کل الناس افقہ من عمر حتے المخدرات فی الحجال یعنے تمام آدمی فقیہ
ہین عمر سے تا آنکہ عورات پردہ نشین اگر کسی بیچاری نے اپنے عارف
احکام ربانی کو تعلیم کیا ہو کچھ بعید نہین لیکن اس تعلیم مین کئی احتمال
ہین یا سرکار خلافت پناہ کو علم غیبی سے تعلیم فرمایا ہو سو یہ احتمال بعد
انقطاع وحی و وفات سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ممکن نہین
یا کسی اور کے فیض تعلیم سے حرمت معلوم ہوئی ہو یا ان جو شخص اشرف
ہوگا اوسنے تعلیم کیا ہوگا اس صورت مین افضلیت معلم کی متعلم پر لازم

آتی ہے لیکن حضرات اہلسنت کے نزدیک تفضیل مفضول جو عقلاً محال ہے
جائز ہے ہرچند صدیق بنا بر روایت صاحب صواعق وغیرہ فرماتے تھے
اقیلونی اقیلونی لست بخیرکم و علی فیکم نکالو نکالو مجکو مین تمسے
بہتر نہین ہون حالانکہ علی تم مین موجود ہین اس فقرہ سے فضیلت
علی صاف ظاہر ہے لیکن اوسپر بھی ابوبکر کو علی پر فضیلت دیتے ہین
خلاصہ یہ کہ جب حلت متعہ نص قرآنی و اخبار ثابت ہے تو کچھ ضرورت نہین
ہے کہ ہم کتب مخالفین سے ثابت کرین لیکن بتائید خدا ہم نام اون علماے
اہلسنت کو لکھتے ہین کہ جو حلت متعہ کے قائل ہین واضح ہو کہ امام مالک
موافق قول صاحب ہدایہ وغیرہ حلت متعہ کے قائل ہین شاہ صاحب دہلوی
نے فتح القدیر مین لکھا ہے نسبتہ جواز المتعۃ الی مالک کما وقع عن صاحب
الہدایہ وغیرہ غلط صریح یعنے نسبت جواز متعہ کی طرف مالک کے جیسا صاحب
ہدایہ وغیرہ نے کی ہے غلطی صریح ہے اللہ اکبر کس مرتبہ شاہ صاحب کو حمیت
تسنن غالب تھی کہ نسبت خطا کی صاحب ہدایہ کو دی ہے حالانکہ بیچارے
صاحب ہدایہ نے جو امر حق تھا وہ لکھا ہے اور تعصب مذہبی کو دخل نہین
دیا ہے مریدان شاہ صاحب اس نسبت خطا کو تسلیم کرینگے لیکن صاحبان
انصاف کے نزدیک شاہ صاحب کی ناانصافی ظاہر ہے ہر شخص کو اختیار
ہے جو مطلب موافق مدعا نہو اوسکا انکار کرے جسطور شاہ صاحب نے
کیا ہے جابر بن عبداللہ انصاری و سلمہ بن اکوع و مغیرہ بن شعبہ و ابو
سعید الخدری و سعید بن جبیر و ابن جریج یہ فتوی جواز متعہ مین دیتے

ستے اور بنا بر روایت صحیح مسلم کے صحابہ مین معاویہ بن ابی سفیان
و عبد اللہ ابن عمر و عمر بن حوبدہ و ربیعہ بن امیہ و سلمہ بن امیہ و صفوان
بن امیہ و معلے بن امیہ و ربیع بن میسرہ و سہیل بن سعد الساعدی
جو قائل حلت متعہ ستھے اور تابعین مین بنا بر روایت ابو الحسن بن علی
بن زید کہ کتاب الافقہ مین لکھا ہے کہ تابعین مین حسن بصری و ابراہیم النخعی
و سعید بن حبیب و ابن جریج و عمر بن دینار کہ حلت متعہ کے قائل تھے
اور منجملہ اصحاب انکار سے علی ابن ابی طالب ؑ اور ابن مسعود اور جابر
وغیرہ ہین انکار ان حضرات کا دلیل واضح ہے اس بات پر کہ متعہ جائز
ہے اور راغب اصفہانی نے اپنی کتاب محاضرات مین لکھا ہے کہ
یحیے بن اکثم نے شیخ بصرہ سے پوچھا کہ وہ جناب کس کے پابند متعہ ستھے
عمن اخذت المتعۃ فقال عمر فقال اللہ کیف وھو اشد الناس نہیا عنہا — عمن نقا
فقال ان الخبر الصحیح جاء عنہ انہ صعد المنبر و قال ان اللہ و رسولہ احل
لکم متعتین و انا احرمہما و اعاقب علیہما فقبلنا شہادتہ و روایتہ عن
رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم لقبل ترجمہ میرا من قبیل نفسہ
یعنے کس شخص سے تمنے متعہ کو اختیار کیا ہے کہا عمر سے یحیے نے
کہا عمر شدید ستھے منع متعہ مین اسپر کہا کہ خبر صحیح سے معلوم ہے کہ عمر
ممبر پر گئے اور کہا کہ بتحقیق خدا اور رسول نے حلال کیا تمہارے واسطے
اور مین ان دونون کو حرام کرتا ہون اور عقاب کرون گا انپر
دونون پر پس قبول کیا مینے انکی شہادت اور روایت کو رسول خدا سے

اور نہین قبول کرتے ہین اونکی تحریم کو جو خود کی ہے اور ابن اثیر نے کتاب نہایہ
مین ابن عباس سے روایت کی ہے قال ما کانت المتعۃ الا رحمۃ رحم اللہ بہا امۃ
محمد لولا نہی عنہا ما احتاج الی الزنا الا شقی کہا ابن عباس نے کہ متعہ رحمت خدا ہے
واسطے امت محمد کے اگر نہی نہکی جاتی نہ احتیاج ہوتی طرف زنا کے مگر جو شقی
ہوتا اس حدیث سے ثابت ہے کہ ابن عباس قائل حلت متعہ تھے اور صحیح
مسلم مین عطا سے منقول ہے کہ لوگون نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے
متعہ کو پوچھا کہ ہم متعہ کرتے عہد آنحضرت مین اور عہد ابو بکر و عمر مین اور زبیر
ابن زبیر سے منقول ہے کہ سنا مینے جابر سے کہ کہا اونہون نے کہ عہد مین آنحضرت
کے منت ستو ہر متعہ کرتے تھے اور عہد ابو بکر و عمر مین متعہ کیا کرتے تھے تا آنکہ
عمر نے عمر بن حریث کو منع کیا ان سب احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ فقط منع
خلافت مآب عمر بن خطاب سے متعہ حرام ہوا ہے — تالیف سید ارشاد علی

تمت

التماس بخدمت حضرات مومنین یہہ ہے کہ اکثر کتب بلکہ خاص کر بہی
کتابین مذہب اثنا عشریہ کہ آپ ہی مومنین کیواسطے اس مطبع مین
چھپا کرتی ہین پس جب آپ ہی اس مطبع کی کفالت اور اعانت نفرمائیں
تو باعث افسوس ہے اگر بہت نہین تھوڑی تھوڑی کتابون کی
بھی آپ خریداری فرماکے وقف فرماتی رہین تو مطبع کو بہت تقویت
پہونچی اور اشاعت دین زیادہ ہو چونکہ یہہ مطبع آپ ہی کی نام سے
نامزد ہی لہذا گذارش کی گئی — الملتمس سید عابد علی رضوی مالک مطبع
اثناعشری تعداد فرما ۶۰۰ بار اول طبع بتاریخ ۱۵ رجب ۱۲۹۶ ہجری